جناب ڈاکٹر نوشاد خان صاحب
چیئرمین شعبہ پاکستان سٹڈیز اسلامیہ کالج پشاور

مولانا سیف الرحمن ؒ ــــ جنگ آزادی کا ایک گمنام سپاہی

ہماری آزادی کی تاریخ اس بحیر بیکراں کی مانند ہے جس کی تہہ گوہر نایاب سے بھری پڑی ہے۔ زیر نظر مقالہ جنگ آزادی کے ایک ایسے ہی گمنام مگر ناقابل فراموش سپاہی کی زندگی اور کارناموں سے متعلق ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی مسلمانوں کی سربلندی اور آزادی کے حصول کے لیے وقف کررکھی تھی۔ مولانا سیف الرحمن ۱۸۴۰ء میں حاجی غلام جان ولد حاجی مومن خان کے گھر بمقام متھرانو دوآبہ پشاور میں پیدا ہوئے۔ (۱) آپ کے آباؤاجداد کا تعلق درانی پشتونوں کے مشہور قبیلے الکوزئی سے تھا۔ جو ارغنداب (افغانستان میں قندھار کا ایک ضلع) سے ترک وطن کرکے پشاور منتقل ہوگئے تھے۔ عبدالغنی خان جو اس قبیلے کے بڑے سردار تھے کہ بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بانی افغانستان احمد شاہ ابدالی کے دور میں بہت ہی نمایاں اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ (۲) مولانا سیف الرحمن نے اپنی ابتدائی تعلیم علاقہ پشاور میں مختلف علمائے کرام سے حاصل کی۔ ان میں ملا صاحب صریخ اور مولانا صاحب زروبی کے نام قابل ذکر ہیں۔ (۳) ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا صاحب تفسیر قرآن اور دورہ احادیث کی تعلیم کرنے کیلئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ چند سال کے محنت شاقہ کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب نے آپ کو سند خلافت سے سرفراز کیا۔ (۴) تمام علوم درسی کی تکمیل کے بعد مولانا سیف الرحمن صاحب نے اپنی تمام تر توجہ درس وتدریس کی طرف مبذول کی۔ ھند کے بعض مشہور مقامات مثلاً ریاست ٹونک، شاہجہان پور اور پانی پت میں آپ نے مدرس کی حیثیت سے کام کیا۔ آخر میں فتحپوری دہلی میں آپ کو صدر مدرس کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دینے کا موقعہ ملا۔ (۵) یہاں دھلی میں قیام کے دوران جمعیت العلماء اور دارلعلوم کابل کے مشہور افغانی علمائے کرام نے مولانا صاحب سے استفادہ کیا، ان میں مولانا صاحب یار محمد وردگی، مولوی عبدالملک صاحب سکوزری، مولوی حفیظ اللہ صاحب لوگری، مولوی پائندہ صاحب پنجشیری اور مولانا زاہد صاحب لغمانی کے نام قابل ذکر ہیں۔ (۶)

پہلی جنگ عظیم کے دوسرے سال حکومت انگلسیہ نے مختلف حربوں سے کام لیتے ہوئے

ہند کے بعض علماء سے ایسے فتوے حاصل کئے جن میں اس بات کا اظہار کیا گیا تھا کہ انگریزوں اور ترکوں کے درمیان جاری جنگ ایک علاقائی جنگ ہے اور یہ ہندی مسلمانوں کے لئے کسی بھی لحاظ سے جہاد یا مذہبی جنگ نہیں ہے۔ یہ علمائے کرام کا وہ گروہ تھا جو برطانوی ہند کو دارالاسلام سمجھتے تھے۔ (۷) مولانا سیف الرحمن صاحب کا شمار ان علماء کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے اس اہم اور نازک موقعہ پر انگریزوں کا آلہ کار بننے سے صاف انکار کردیا۔ مزید براں مولانا صاحب ببانگ دھل حق کا اعلان کرتے ہوئے یہ فتویٰ دیا کہ مذکورہ جنگ ایک علاقائی جنگ نہیں ہے بلکہ یہ ہرلحاظ سے مسلمانوں کے لئے ایک مذہبی جنگ اور جہاد ہے۔ (۸) اس اعلان حق کے بعد دہلی میں مقیم مسلم زعماء حکیم اجمل خان، ڈاکٹر انصاری اور چند دیگر احباب سے صلاح لینے کے بعد مولانا صاحب شیخ الہند مولانا محمودالحسن کے ساتھ مشاورت کے لئے عازم دیوبند ہوئے۔ دیوبند میں شیخ الہند کے ساتھ مشورے کے بعد مولانا صاحب پشاور کیلئے روانہ ہوئے۔ سرحد پہنچنے کے بعد مولانا سیف الرحمن یہاں کے عظیم مجاہد حاجی صاحب ترنگزئی کے ساتھ جاملے۔ دونوں مجاہدین کے باہمی مشورے اور گفت وشنید کے بعد یہ طے پایا کہ آزاد قبائل کی طرف ہجرت کی جائے (۹)۔ تاکہ برطانوی استعمار کے خلاف باقاعدہ اور عملی جہاد کا آغاز کیا جائے۔ نتیجے کے طور پر ایک شب ایک بہت بڑا قافلہ جس میں تقریباً ہر شعبہ زندگی سے لوگ شامل تھے حاجی ترنگزئی کی قیادت میں علاقہ غیر کوچ کرگیا۔ اور پہلے پڑاو کے طور پر بونیر میں مجاہدین نے قیام کیا۔ آزاد علاقے کے لوگوں نے حاجی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا والہانہ استقبال کیا۔ حاجی صاحب ترنگزئی اور مولانا سیف الرحمن صاحب کی کوششوں سے علاقہ گدون کے جملہ لوگ انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور تقریباً تین مہینے تک انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف رہے۔ (۱۰) اس کاروائی کے نتیجے میں انگریزوں کو نہ صرف اندرونی ملک بلکہ بیرونی محاذ پر بھی سخت نقصانات اٹھانا پڑے۔ بقول مولانا سعید الرحمن صاحب قط العمارۃ (جنوبی عراق میں ترکی کی سنجاق کا صدر مقام تھا(۱۱) بونیر کے جہاد کی وجہ سے انگریزوں کے ہاتھوں سے نکل گیا اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً ایک ہزار انگریزی فوج کے سپاہ نے ترکوں کے سامنے ہتھیار ڈالا ہے۔ (۱۲) اس وقت کے انگریزی سی آئی ڈی کی ایک رپورٹ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ:

" مولانا سیف الرحمن حاجی ترنگزئی کے سیکرٹری ہیں۔ اور یہ شخص (مولانا صاحب) ہمیشہ حاجی کو اس پر امادہ کرنے میں کامیاب رہا ہے کہ وہ آزاد قبائل کو انگریزوں کے خلاف اکسائے لہذا ۱۹۱۵ء

میں آزاد سرحد پر ہمارے (انگریزوں) کے خلاف جتنی بھی کاروائیاں کی گئی ہیں ان کی ذمہ داری بنیادی طور پر مولانا سیف الرحمن پر عائد ہوتی ہے۔" (۱۳) بونیر کے جہاد میں نمایاں کردار ادا کرنے کی پاداش میں انگریز سرکار نے متھرا نو دوآبہ پشاور میں مولانا سیف رحمان کی تمام جائیداد بحق سرکار ضبط کر کے نیلام کرادی۔ (۱۴) اور ان کے اھل خانہ کے تمام افراد اور قریبی رشتہ دار جن کی تعداد ۲۹ تھی کو گرفتار کر کے پشاور اور ڈیرہ جات کے جیلوں میں بغرض تشدد اور بربریت کے ڈالدیئے۔ (۱۵)۔ یہ لوگ پہلی جنگ عظیم کے اختتام تک انہی جیلوں میں محبوس رہے۔ اودھر بونیر میں تین مہینے قیام کے بعد فدایان اسلام کا یہ قافلہ ابتدائی کامیابیوں کے بعد سوات کے راستے مہمندوں کے آزاد علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ حاجی صاحب ترنگزئی اور ان کے چند ساتھیوں نے آزاد قبائل مہمندوں ہی کے علاقے میں ٹھہرنے اور رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کیا، جبکہ مولانا سیف الرحمن نے اپنے آبائی وطن افغانستان کو ہجرت کردی۔ ان دنوں افغانستان کے امیر حبیب اللہ خان تھے۔ امیر حبیب اللہ خان کے دور میں مولانا سیف الرحمن مختلف مقامات جلال آباد، کجہ اور کابل میں دوسال تک درس وتدریس میں مشغول رہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ جب مولانا اور انکے ہم خیال دیگر حریت پسند افغانستان چلے آئے تو ان کی موجودگی ان کو اس قابل بنایا کہ افغانستان میں ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک نجات دہندہ فوج الجنود باللہ کے نام سے تشکیل دی گئی (۱۶)۔ مولانا سیف الرحمن کو اس فوج میں میجر جنرل کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ (۱۷) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ افغانستان کی حکومت نے بعض ہندوستانی حریت پسندوں کے لیے الاؤنس وغیرہ مقرر کئے تھے۔ مولانا سیف الرحمن کے لیے مبلغ دو ہزار روپیہ بطور الاؤنس سالانہ مقرر تھے۔ (۱۸) فروری ۱۹۱۹ء میں امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد جب امان اللہ خان افغانستان کا امیر بنا تو امان اللہ خان نے مولانا سیف الرحمن کو کابل بلوایا اور انہیں قاضی عسکر افغانستان کے عہدے پر فائز کیا۔ (۲۰) علاوہ ازیں آپ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر آپ کے شایان شان ایک قطعہ اراضی بھی آپکے نام الاٹ کروایا۔ افغانستان کی مکمل آزادی کے بعد جب افغانیوں کو اپنی خارجہ پالیسی خود چلانے کا حق مل گیا اور افغانستان کی طرف سے بخارا، روس اور یورپ کو جو سفارتی وفود بھیجے گئے ان میں مولانا سیف الرحمن صاحب نے غیر معمولی نوعیت کے حامل ذمہ داریوں کو قبول کیا۔ یہی وجہ تھی کہ مولانا صاحب کو وزارت مختاری کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ چھ سال تک مولانا موصوف آزاد افغانستان کے نہایت ہی اہم اور حساس عہدوں پر فائز رہے۔ افغانستان اور افغانیوں کی طویل خدمت کے

بعد بالآخر مولانا صاحب کی صحت کمزور ہوگئی اور بوجہ بیماری وہ اپنے فرائض منصبی سے مستعفی ہوئے ۔ امیر حبیب اللہ اور امیر امان اللہ نے مولانا صاحب کی شاندار خدمات کے عوض ان کو کئی توصیفی اسناد اور انعامات سے نوازا ۔ امان اللہ کے بعد اعلیٰ حضرت حضرت محمد نادرشاہ افغانستان کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے ۔ وہ مولانا سیف الرحمن کے بڑے قدردان تھے ۔ انہوں نے مولانا موصوف کو ایک مرتبہ پھر افغانستان کی خدمت اور ملازمت کی دعوت دی، لیکن مولانا صاحب نے بوجہ کمزوری اور بیماری کے کسی منصب کو قبول کرنے سے معذرت ظاہر کردی ۔ اس کے باوجود اعلیٰ حضرت نے مولانا صاحب کے لئے معقول تنخواہ مقرر کردی ۔ مولانا صاحب اعلیٰ حضرت محمد نادرشاہ کے دور میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت اور روضۂ مطہرہ کی دیدار کے لئے ارض مقدس تشریف لے گئے ۔ بیت اللہ شریف میں قیام کے دوران مولانا صاحب نے حضرت شیخ احمد سنوسی سے طریقہ سنوسیہ حضریہ (تصوف کا ایک سلسلہ) میں بیعت کی ۔ (۲۱) اعلیٰ حضرت محمد نادرشاہ کے بعد اعلیٰ حضرت المتوکل علی اللہ کے دور میں مولانا صاحب کو دومرتبہ حج بیت اللہ اور روضہ رسول ؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ۔ ۱۹۴۹ء میں مولانا سیف الرحمن ارض پاک کو اپنا ابدی قرار گاہ بنانے کی نیت سے چوتھی مرتبہ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے ۔ مگر اس مرتبہ قدرت کو کچھ اور منظور تھا ۔ پشاور پہنچ کر مولانا قلب کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور ایک مدت کے بعد بالآخر سات جمادی الاول ۱۳۶۹ء قمری مطابق ۲۵ فروری ۱۹۵۰ء بروز شنبہ بوقت نو بجے صبح ایک سو دس سال کی عمر میں مولانا سیف الرحمن نے داعی اجل کو لبیک کہا (۲۲) ۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) اور یوں اسلام کا یہ تابندہ ستارہ ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا ۔ لیکن اسکی روشنی ابھی تک باقی ہے جو ہماری موجودہ اور آئندہ نسلوں کی راہنمائی کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی ہے ۔ بقول شاعر

؎ ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتی ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حوالہ جات

۱). مولانا سعیدالرحمن، سوانح مختصر از جناب مولانا سیف الرحمن صاحب مرحوم (غیر مطبوعہ) ص نمبر ۱

۲). عبدالعلی ارغنداوی، برطانوی سامراجیت اور افغانستان کی تحریک آزادی ۲۱ ۔ ۱۹۱۴ منشی رام منوہر لعل لیشرز پرائیوٹ لمٹیڈ نیودہلی ۱۹۸۹ء ص نمبر ۲۴ (۳). مولانا سعیدالرحمن، المرجع سابق (Of.cit)

۴). مولانا سعیدالرحمن، المرجع سابق (Of.cit) (۵). مولانا عبدالعلی ارغنداوی، المرجع سابق ۔ (Of cit)

۶). مولانا سعیدالرحمن، المرج سابق (۷). خلافتیوں کا ہجرت افغانستان، نوشاد خان (غیر مطبوعہ مقالہ برائے

(پی ایچ ڈی) ایریا سٹڈی سنٹر (سنٹرل ایشیا) ۱۹۹۵ء صفحات ۱۱۳ - ۱۴۲) (۸). مولانا سعید الرحمن، المرجع سابق ۔ وحافظ بابر خان، برصغیر پاک وہند کی سیاست میں علماء کا کردار، قومی ادارہ برائے تحقیق، تاریخ وثقافت ۱۹۸۵ء ص نمبر ۲۶ ۔ (۹) مولانا سعید الرحمن، المرجع سابق ۔ وحافظ بابر خان، برصغیر پاک وہند کی سیاست میں علماء کا کردار، قومی ادارہ برائے تحقیق، تاریخ وثقافت ۱۹۸۵ء ص نمبر ۲۶ ۔ (۱۰) مولانا سعید الرحمن، المرجع سابق ۔ وحافظ بابر خان، برصغیر پاک وہند کی سیاست میں علماء کا کردار، قومی ادارہ برائے تحقیق، تاریخ وثقافت ۱۹۸۵ء ص نمبر ۲۶ ۔ (۱۱). اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۸۲ء جلد ۱۴ / ۲ ص نمبر ۱۷۲ ۔ (۱۲). مولانا سعید الرحمن المرجع سابق ۔ (۱۳). حضرت سید محمد صاحب (مؤلف) تحریک شیخ الہند ۔ مکتبہ محمودیہ، لاہور ۱۹۷۸ء ایڈیشن دوم ص نمبر ۴۷۳ (۱۴). مولانا سعید الرحمن المرجع سابق ص ۲ (۱۵). مولانا سعید الرحمن المرجع سابق ص ۲ (۱۶) مولانا عبید اللہ سندھی کی ذاتی ڈائری بحوالہ شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، نقش حیات، دارالاشاعت کراچی ۱۹۵۳ء ص نمبر ۵۷۸ (۱۷). عبدالعلی ارغنداوی، المرجع سابق ضمیمہ غبرسات، ص نمبر ۳۳۵ ۔ (۱۸). عبدالعلی ارغنداوی، المرجع سابق ضمیمہ غبرسات، ص نمبر ۱۳۲
(۱۹). مولانا سعید الرحمن سابق، ص نمبر ۲ (۲۰). مولانا سعید الرحمن سابق، ص نمبر ۲
(منسلکہ ضمیمے II تا IV (انکے اصل راقم الحروف کے پاس محفوظ ہیں)۔ (۲۱). مولانا سعید الرحمن المرجع سابق ص نمبر ۲ ۔ (۲۲). مولانا سعید الرحمن المرج سابق ۔ ص نمبر ۲

قومی خدمت ایک عبادت ہے اور
سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے
سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے
Servis

ادبیات

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ فاضل دیوبند
رحیم یارخان

دعائے ختم القرآن

رمضان المبارک کی مناسبت سے

اے خدا کر بہرہ ورقرآن کی برکات سے
واقف وآگاہ کر جملہ سور آیات سے

جاوداں ہر حرف قرآن سے حلاوت کر نصیب
اورہرجز سے جزا کامل عطا کر یا مجیب

الف سے ایمان و احساں کر عطاحین حیات
تادم آخر نہ سرزد ہوں معاصی سیّئات

با سے باطن اور ظاہر کر مرا پاک از عیوب
مندفع کر گنبد گردوں کے آفات وکروب

تا سے توبہ کی مجھے دنیا میں دے ہمت شتاب
آخرت میں دور کر مجھ سے جہنم کا عذاب

ثا سے ثابت قدمی اپنی راہ میں کر مرحمت
بے سخن صحرائے محشر میں مری کر مغفرت

جیم سے جنت علےٰ میں باعنایت کاملہ
کر مع الشہداء والا برار میرا داخلہ

حا سے حسن خاتمہ میرا ہو وقت انتقال
سہل ہومرقدمیں مجھ پہ امتحاں کا ہرسوال

خا سے خوف آخرت ہودل کےاندر جاگزیں
فکر دنیا ہو نہ ہرگز ، ہو ہمیشہ فکر دیں

دال سے دنیا ودیں میں کر معظم سرفراز
صرف کر محتاج اپنا غیر سے کر بے نیاز

ذال سے ذاکر مرے کر جملگی اعضائے ہفت
دل زبان وگوش ذاکر دست وپاو چشم شفت

را سے روشن کر مرادل دین ہی کے نور سے
پاسبانی کر مری دنیا کے مکر و زور سے

زا سے زینت اور زیبائش عطا کر حلم سے
برتری دے اتقا سے کر اعانت علم سے

سین سے سرور محمدؐ کی زیارت کر نصیب
کر مراحم خسروانہ سے مجھے اپنے قریب

شین سے شاکر ترے نعماپہ ہو ہردم زبان
جملہ آلام ومصائب پر رہے شاکر جناں

صاد سے صدق وصفاہر فعل میں ہرقول میں
ہوسدا حاصل مجھے اس پرفتن ماحول میں

ضاد سے ضامن مرا ہو روز دیں روز یقیں
سیدالکونین ختم المرسلیں نور مبیں